سلجوق سلطنت کا
عروج و زوال
نورین خان

سلجوق سلطنت کا عروج و زوال

تحریر

نورین خان

سلجوق خاندان کا بانی

سلجوق سلطنت کا عروج وزوال

سلجوق سلطنت جسے عظیم سلجوقی سلطنت بھی کہا جاتا ہے قرون وسطیٰ کی ایک سنی مسلم ریاست تھی جو 11 ویں صدی میں ابھری۔ ابتدائی طور پر سلجوقی وسطی ایشیا سے تعلق رکھنے والے ترک خانہ بدوش گروہ تھے۔ انہوں نے مغرب کی طرف ہجرت کی اور بالآخر وسطی ایشیا فارس (جدید دور کا ایران اور اناطولیہ (جدید ترکی) کے کچھ حصوں میں اپنی سلطنت قائم کی۔

سلجوق خاندان کا تعلق اغوز ترکوں سے تھا اور ان کا تعلق سنی مذہب تھا، وہ پانچویں سے چھٹی صدی ہجری میں ایک بڑی سلطنت بنانے میں کامیاب ہوگئے اور ایشیا کے چھوٹے اور مشرق وسطیٰ کے وسیع حصوں یعنی ایران، افغانستان، شام کے ممالک پر قبضہ کرلیا۔ جس میں شام اور عراق اور آرمینیا شامل ہیں۔۔

سلجوق سلطنت کے زیر تسلط علاقوں کا دائرہ مشرق سے کوہ ہندوکش تک، مغرب سے اناطولیہ تک اور سطح مرتفع سے لیونٹ تک، اور وسطی ایشیا تک اور جنوب سے خلیج

فارس تک تھا۔ سلجوق سلطنت، جو ترک نسل کی حکومت تھی لیکن ایرانی اور ترک
ثقافت کے ساتھ، اوغوز کے ترکوں کے قنیق یا کھنک قبیلے نے قائم کی تھی۔
سردار طغرل خود اور اس کے جانشین الپ ارسلان کی قیادت میں سلجوقیوں نے فوجی
فتوحات کے ذریعے اپنی سلطنت کو وسعت دی۔ انہوں نے 1055 میں طاقتور عباسی
خلافت کو شکست دی اور بغداد پر قبضہ کر لیا اور اس طرح وہ سنی اسلام کے اصل محافظ بن
گئے۔ اور بڑی علاقوں کے حاکم بن گئے سلجوقوں نے مزید مغرب کی طرف یعنی اناطولیہ
کے علاقوں تک پیش قدمی کی اور اس علاقے میں بازنطینی حکمرانوں کو مؤثر طریقے سے
چیلنج کیا۔

الپ ارسلان ایک بیٹا جو ملک محمد شاہ تھا، جو اسماعیلیوں سے
لڑنے کے بعد صلیبی جنگ میں گیا، لیکن اس جنگ میں بھی اسے کامیابی نہ ہوئی۔
ملک محمد شاہ کی وفات کے بعد اس کا بیٹا سنجر بادشاہت پر فائز ہوا۔ سنجر سلجوق خاندان کا
آخری طاقتور بادشاہ تھا۔ اس نے خراسان میں اپنی آزادی کا اعلان کیا اور بغداد کی حکومت
اپنے بھتیجے کو دے دی۔

سلطان سنجر نے غزنی کے بادشاہ سے جنگ کی اور کئی بار انہیں شکست دینے میں کامیاب ہوا۔اس وجہ سے ،اپنی زندگی کے آخر میں ،اس نے غزنی سے انتقام لینے والی بغاوت کا سامنا کیااور ان لڑائیوں میں خراسان کو کھو دیا۔

سلطام سنجر کے بعد اس کے جانشین تخت پر بیٹھے اور ان سب کی حکومت مختصر رہی۔

خراسان میں خوارزمشاہوں کی طاقت میں اضافے سے اس خاندان کا زوال اور زوال ہوا اور دیگر واقعات کے رونما ہونے سے ایران میں سلجوقیوں کی حکومت ختم ہو گئی۔

سلجوقی سلطنت سلطان ملک شاہ کے دور میں اپنے عروج پر پہنچی جس نے 1072 سے 1092 تک حکومت کی۔اس کے دور حکومت میں یہ سلطنت جدید دور کے عراق سے لے کر مغربی ایران اور مشرقی اناطولیہ تک پھیلی ہوئی تھی۔ ملک شاہ کا دربار ثقافتی اور فکری ترقی کا مرکز بن گیا جس نے مختلف خطوں کے علماءاور دانشوروں کو اپنے علاقوں میں بسایااور بہت عزت دی۔

بدقسمتی سے سلطان ملک شاہ کی موت کے بعد سلجوقی سلطنت کا تیزی سے زوال شروع ہو گیا۔ جانشینی اور طاقت پر اندرونی تنازعات نے سلطنت سلجوق کو کمزور کر دیا جس سے دیگر علاقائی طاقتوں کو عروج حاصل ہوا۔ مزید برآں صلیبی ریاستوں اور پھیلتی بازنطینی سلطنت سے بیرونی خطرات پیدا ہوئے۔

12 ویں صدی میں سلجوق سلطنت کئی چھوٹی ریاستوں میں بٹ گئی جنہیں سلجوق سلطنتیں کہا جاتا ہے۔ ان چھوٹی سلطنتوں پر مقامی سلجوک شہزادوں کی حکومت تھی جو اپنی اپنی مختصر سرزمینوں کی خودمختاری سے لطف اندوز ہوتے تھے۔ سلجوقی سلطنتیں کئی صدیوں تک قائم رہیں حالانکہ وقت کے ساتھ ساتھ ان کا اثر اور طاقت کم ہوتی گئی۔ سلجوق سلطنت کو آخری دھچکا 1243 میں اس وقت لگا جب اسے جنگ میں منگولوں کے ہاتھوں شکست ہوئی۔ اس واقعے نے علاقے میں سلطنت سلجوق کی سیاسی طاقت کے خاتمے کی نشاندہی کی کیونکہ منگولوں نے اپنا تسلط قائم کیا اور اناطولیہ کو اپنی وسیع سلطنت میں شامل کر لیا تھا۔

سیاسی زوال کے باوجود سلجوق کی میراث کا ان خطوں پر دیرپا اثر پڑا جہاں وہ کبھی برسر اقتدار ہوا کرتے تھے۔ انہوں نے اپنے پیچھے ایک بھرپور تعمیراتی ورثہ چھوڑا ہے جس میں قابل ذکر ڈھانچے جیسے ایران میں اصفہان کی عظیم مسجد اور سلطان احمد مسجد جسے استنبول ترکی میں نیلی مسجد بھی کہا جاتا ہے۔ سلجوقیوں نے خاص طور پر ریاضی سائنس اور شاعری کے شعبوں میں ایک پھلتا پھولتا فکری اور ثقافتی ماحول بھی پیدا کیا۔

سلجوق سلطنت قرون وسطیٰ کی اسلامی دنیا میں ایک غالب طاقت تھی لیکن اندرونی تنازعات بیرونی خطرات اور منگول حملے بالآخر اس کے خاتمے کا باعث بنے۔ اس کے

باوجود فن تعمیر کی ثقافت اور علم میں سلجوق سلطنت کی شراکت کو آج تک سراہا اور سراہا جا رہا ہے۔

تاہم تاریخ میں بہت سی دوسری سلطنتوں کی طرح سلجوق سلطنت بھی کئی وجوہات کی بنا پر بالآخر زوال پذیر ہوئی :

1. منگول حملہ: سلجوق سلطنت کو منگولوں سے ایک اہم خطرہ کا سامنا تھا۔ 1219 میں چنگیز خان اور بعد میں اس کے جانشینوں کی قیادت میں منگولوں نے ایک ایسی فتح کا آغاز کیا جس کا مقصد سلجوق سلطنت سمیت وسیع علاقوں پر اپنا تسلط قائم کرنا تھا۔ منگول افواج نے کافی نقصان پہنچایا اور سلجوق فوج کو کمزور کیا جس نے سلطنت کے حتمی زوال میں حصہ لیا۔

2. اندرونی تنازعات اور ٹکڑے ٹکڑے: سلجوق حکمرانوں کے درمیان اندرونی تنازعات نے سلطنت کو تقسیم کیا اور اس کی مرکزی اتھارٹی کو کمزور کر دیا۔ سلطنت روم جو اناطولیہ میں سلجوقی سلطنت کا مرکز تھی (موجودہ دور کا ترکی مختلف سلجوقی دھڑوں کے درمیان اقتدار کی کشمکش اور حکمران خاندان کے اندر کی رقابتوں کی وجہ سے اندرونی طور پر ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہونے لگی۔ اس اندرونی عدم استحکام نے سلطنت کو کمزور کر دیا اور اسے خارجی خطرات سے دوچار کر دیا۔

سلجوق خاندان کا خاتمہ

3. صلیبی مہمات: سلجوقی سلطنت نے 11ویں اور 12ویں صدی کے دوران یورپی طاقتوں کی طرف سے شروع کی گئی کئی صلیبی مہموں کا بھی سامنا کیا۔ جب کہ سلجوقی ان مہمات میں سے کچھ کو پسپا کرنے میں کامیاب رہے، مسلسل جنگ اور تنازعات نے ان کے وسائل کو ختم کر دیا اور بعض علاقوں پر خاص طور پر شام اور فلسطین میں ان کی گرفت کمزور کر دی۔

4. سماجی واقتصادی عوامل: سلجوقی سلطنت کواپنے وسیع علاقوں اور آبادی کے انتظام میں چیلنجوں کا سامنا کرناپڑا۔ سلطنت کو وسیع پیمانے پر نسلی اور مذہبی گروہوں کا مؤثر طریقے سے انتظام اور کنٹرول کرنا تھا جس نے حکمرانی میں پیچیدگیاں پیدا کیں۔ مزید برآں تجارتی رکاوٹوں اور بڑھتے ہوئے ٹیکسوں سمیت معاشی تناؤنے آبادی میں سماجی بے چینی اور عدم اطمینان کا باعث بنی۔

5. نئ طاقتوں کا عروج: مشرق وسطیٰ میں نئ علاقائی طاقتوں کے ظہور جیسے ایوبیوں اور مملوکوں نے بھی سلجوقی سلطنت کے زوال میں کردار ادا کیا۔ ان طاقتوں نے سلجوق کے تسلط کو کامیابی کے ساتھ چیلنج کیااور سلطنت کے اثرورسوخ کو مزید کم کرتے ہوئے اپنے خود مختار علاقے قائم کئے۔

اسکے علاوہ بیرونی حملوں کے اندرونی تنازعات سماجی واقتصادی چیلنجوں اور نئ طاقتوں کے عروج کا ایک مجموعہ سلجوق سلطنت کے بتدریج زوال اور حتمی زوال کا باعث بنا۔

سلطنت ان مختلف دباؤاور مشکلات پر قابو پانے اور اپنی علاقائی سالمیت کو برقرار رکھنے میں ناکام رہی جس کے نتیجے میں اس کی تحلیل اور اس کے نتیجے میں مختلف علاقوں میں جانشین ریاستوں کا اضافہ ہوا۔

اب مزید تفصیلات کیطرف جاتے ہیں

سلجوقیوں کو تاریخ اسلام میں اہم مقام حاصل ہے کیونکہ سلجوقیوں کا دور ایک زبردست دور تھا جس کا آغاز سردار طغرل کے دور حکومت سے ہوا اور اس کے بھائی سردار چاغری بیگ سے ہوتا ہے۔ یہ ترکمان قبیلے تھے جنہوں نے غزنوی کے سلطان مسعود کے خلاف جنگ جیت کر سلجوق حکومت قائم کی۔ ایک ایسی حکومت جو ایران میں تقریباً ڈیڑھ صدی تک قائم رہی اور بہادر سلجوقیوں نے اپنی سرحدوں کو ساسانی دور کی حدود تک پھیلا دیا۔

سلجوقیوں کی ابتداء وسطی ایشیا سے ہوئی تھی، وہ خانہ بدوش، صحرائی مسافر اور جنگجو تھے، اور پارتھیوں کی طرح گولی چلانے اور گھوڑوں کی سواری میں ماہر تھے۔ ان ترکمان قبیلوں نے دسویں صدی عیسوی میں سنی مذہب اختیار کیا۔ ذیل میں ہم سلجوقیوں کی تاریخ پر ایک نظر ڈالیں گے تا کہ ایران کی تاریخ کے خلاصے سے واقف ہو سکیں۔

سلجوقی تاریخ کا آغاز

سلجوق خاندان کے پہلے بادشاہ کا نام سردار طغرل تھا۔ سلجوقی امرا نے اسے سلطان کے طور پر منتخب کیا اور اس کے نام پر خطبہ دیا۔

سلجوقی فوج کی مدد سے، اس نے اپنے ملک کی سرحدوں کو پھیلایا اور وسعت دی اور فارررود (دریا سے آگے)، عظیم خراسان، ایرانی سطح مرتفع، جنوبی قفقاز اور عراق جیسے علاقوں پر قبضہ کر لیا۔ اس کے بعد سلطان طغرل نے بغداد فتح کر لیا اور اپنی حکومت کی پوزیشن اور تعلقات کو مضبوط کرنے کے لیے بغداد کے خلیفہ کی بیٹی سے شادی کر لی۔

Tughrel Bey

نے نیشاپور کو اپنا دارالحکومت منتخب کیا اور سلجوق سلطنت کا طاقتور بانی بن گیا۔۔

ساسانیوں کے خاتمے کے تقریباً 400 سال بعد، سلجوقیوں نے ایران کی سرحدوں کو ان علاقوں کی سرحدوں تک بڑھادیا جو تقریباً نصف صدی تک ساسانیوں کے زیر تسلط تھے۔ سلجوقیوں نے بغداد کے خلفاء کی حکومت کی بھی حمایت کی۔

غزنویوں کی حکومت کے اختتام پر بھاری ٹیکسوں اور حکمرانوں کے جبر نے عوام کو اس قدر ناخوش کر دیا تھا کہ غزنویوں سے سلجوق حکومت کی حکومت کی تبدیلی نے ان میں حالات کی بہتری کی امید کو زندہ کر دیا۔ اس کے علاوہ، سلجوق دربار میں خواجہ نظام الملک طوسی جیسے سمجھدار وزراء کی موجودگی تصفیہ اور زیادہ آرام دہ زندگی کی نوید سنا رہی تھی۔

اگرچہ خلیفہ ایران پر حکومت کرتے ہوئے اپنی سابقہ طاقت اور اتھارٹی کھو چکے تھے، لیکن اس بار انہیں سنی برادری کے مذہبی حکمران کے طور پر تسلیم کیا گیا۔ انہیں لوگوں میں اس حد تک قبول کیا گیا کہ انہوں نے بعد ازاں اتابکان (قبائلی سرداروں) اور خوارزمشاہ دور کے مقامی حکمرانوں کے زمانے میں ایران کے بعض علاقوں میں حکومت کی۔

سلطان الپ ارسلان کے دور کے اتار چڑھاؤ

سلطان الپ ارسلان سردار چاغری بیگ کا بیٹا تھا جو سردار طغرل کے بھائی تھے اور سلجوق تاریخ کا دوسرا طاقتور بادشاہ ہے۔ بعد میں بہادری کی وجہ سے، اسے Aleb ارسلان کا تعارفی نام دیا گیا، جس کا مطلب ترکی میں "بہادر شیر" ہے۔

الپ ارسلان کچھ عرصہ خراسان کا حکمران رہا اور اپنے چچا طغرل بیگ کی وفات کے بعد اس کا جانشین مقرر ہوا۔ سلطان الپ ارسلان کے دور میں بغداد پر سلجوقیوں نے مکمل قبضہ کر لیا۔ الپ ارسلان کے لشکر نے ایشیا مائنر (جدید ترکی کا ایشیائی حصہ) کی طرف مارچ کیا اور اس علاقے پر کنٹرول حاصل کرنے میں کامیاب رہا۔ عثمانی ترکوں کے حملے تک ترکی میں سلجوقی حکومت قائم تھی۔

سلجوقیوں کی تاریخ جہاد سے بھری پڑی ہیں جس کی مثال سرزمینوں پر کافروں کیساتھ جنگ اور کافروں پر حملوں کی گواہ ہے۔ آرمینیا اور جارجیا پر حملے سمیت۔ الب ارسلان کی آرمینیا پر فتح کے بعد، رومی سلطنت نے اس پر حملہ کیا اور دونوں فوجوں کے درمیان میلاز گرڈ نامی جگہ پر جنگ ہوئی، جس میں سلجوک کی فتح اور رومی شہنشاہ رومانس ڈیو جینس کی گرفتاری ہوئی۔

الپ ارسلان، جس نے اپنی بہادری سے سلجوق کی سرحدوں کو وسیع کر دیا تھا، 465 ہجری

(11ویں صدی عیسوی) میں

الپ ارسلان میلاز گرڈ کی لڑائی میں رومیوں کو شکست دینے میں کامیاب ہوا اور یہاں تک کہ ان کے شہنشاہ کو بھی گرفتار کر لیا۔ بہت سے مورخین اس جنگ کو یروشلم پر قبضے اور صلیبی جنگوں کا آغاز سمجھتے ہیں۔ جب وہ سمرقند کی طرف کوچ کر رہا تھا تو ایک باغی یوسف الخوارزمی کے ہاتھوں شدید زخمی ہو گیا اور چار دن بعد اس کی موت ہو گئی۔۔

جلال الدین ملک شاہ

الپ ارسلان کے بعد اس کے اٹھارہ سالہ بیٹے جلال الدین نے تخت سنبھالا۔ وہ اصفہان میں پیدا ہوئے تھے اور اپنے باپ کا پیارے بیٹے تھے، جیسا کہ الپ ارسلان کی مرضی تھی، کہ اس کے بعد جلال الدین ملک شاہ تخت پر بیٹھے گا اور اسکا جانشین ہو گا۔

جلال الدین ملک شاہ پہاڑی سلجوقی سرزمین کی سلطنت کا وارث بنا جسے نے طغرل بیگ اور الپ ارسلان کیساتھ جنگوں اور لڑائیوں میں کافی تجربہ حاصل کیا تھا۔ تخت پر بیٹھتے ہی اس نے کرمان میں اپنے چچا کی بغاوت کو دبا دیا تھا اور تمام باغیوں کو کچل دیا تھا۔

سلطان ملک شاہ کے زمانے میں مکہ، مدینہ، خلیج فارس کے جنوب کی سرزمین، حلب اور انطاکیہ کو بھی سلجوق کے علاقے میں شامل کیا گیا۔

ملک شاہ کے پاس خواجہ نظام الملک طوسی جیسا دانشمند وزیر تھا جس نے انتظامی امور اور حکمرانی میں اس کی مدد کی۔ ملک کے حالات کو منظم کرنے کی کوشش کے علاوہ، خواجہ

نے "نظامیہ" کے نام سے بہت سے اسکول بنائے۔ بغداد، موصل، نیشابور، بلخ، ہرات، مرو، امول، گورگان، بصرہ، شیراز، اصفہان کے نظامیہ ان میں سے ہیں۔

جلال الدین ملک شاہ فن اور ادب کے بادشاہ تھے، اور وہ ملک اور سرزمینوں کو فتح کرنے کے لیے جتنا جانا جاتے ہے، اس سے زیادہ فن اور علماء اور اساتذہ پر اپنی توجہ کے لیے جانا جاتے ہے۔ اس کے حکم سے بغداد اور اصفہان میں رصد گاہیں بنائی گئیں۔ ان رصد گاہوں کے مطالعہ اور تحقیق سے ہی عمر خیام اور کئی دوسرے ریاضی دان میلیشکا نامی کیلنڈر ''جلالی کیلنڈر'' مرتب کرنے میں کامیاب ہوئے۔

سلطان ملک شاہ کو اصفہان شہر میں دلچسپی تھی۔ اس وجہ سے اس نے دارالحکومت کورے سے اصفہان منتقل کیا اور وہاں بہت سی مساجد اور عمارتیں بنائیں۔ جلالیہ یا نظامیہ مکتبہ ان میں سے ایک ہے۔

ملک شاہ تقریباً 20 سال بعد بیماری کے باعث انتقال کر گئے۔ ان کی میت کو اصفہان میں سپرد خاک کیا گیا۔ ملک شاہ کے بعد اس کے بیٹوں اور بھائیوں میں تخت کے لیے مقابلہ شروع ہو گیا اور سلجوقی حکومت بہت کمزور ہو گئی۔

سلجوقیوں کے زوال اور انحطاط کی تاریخ

ملک شاہ کی موت کے بعد اس کے دونوں بیٹوں میں اقتدار حاصل کرنے اور تخت پر بیٹھنے پر جھگڑوں کی وجہ سے ہوئی اور یہ سلجوقیوں کے زوال کا آغاز تھا۔ اس لیے سلجوقی حکومت کئی لوگوں کے درمیان تقسیم ہو گئی۔

ان میں سے کسی نے بھی اپنے دور حکومت میں کوئی قابل ذکر کام نہیں کیا۔ ملک شاہ ایک ایسے دور میں اسماعیلیوں کے ساتھ جنگ میں شامل تھا جس میں وہ کبھی فاتح اور کبھی ہارے ہوئے تھے۔ اس کے بعد ان کی فوج صلیبیوں سے لڑنے کے لیے شام کی طرف روانہ ہوئی۔ بالآخر شام میں جنگ ناکام رہی۔

سلطان ملک شاہ اول کی وفات کے بعد اس کا بیٹا سنجر تخت پر بیٹھا۔ وہ آخری طاقتور سلجوق سلطان تھا۔ اس نے خراسان میں آزادی کا اعلان کیا اور اپنے بھتیجے کو بغداد پر حکومت کرنے کا حق دیا۔

سنجر نے غزنی کے بادشاہ سے جنگ کی اور ان لڑائیوں میں کئی بار فتح حاصل کی۔ اپنی زندگی کے آخری وقت تک انہوں نے غزنی کے لوگوں کی انتقامی بغاوت کا سامنا کیا۔ ان جنگوں میں خراسان کو اس کے ہاتھ سے چھین کر غزنویوں نے اپنے قبضے میں لے لیا۔ اس دور میں اسماعیلی واحد فتنے تھے جنکے فدائی حملہ آوروں نے عوام کو دہشت زدہ کرر کھا تھا۔ اسی طرح سنجر کے دوسرے جانشینوں نے بھی مختصر وقت کے لیے حکومت کی۔

سلجوقیوں نے بڑے شہروں کے حکمرانوں کو اپنے وسیع علاقے کا انتظام کرنے کے لیے بہت سے اختیارات دیے۔ان حکمرانوں کو ''اتبک'' کہا جاتا تھا۔اتابیکس میں سے کچھ نے سلجوقی حکومت کو چھوڑ کر اپنی حکومت بنانے کی کوشش کی۔

اتابکانوں کی نافرمانی کے ساتھ ساتھ، سلجوق خاندان کے درمیان اقتدار کے تنازع نے بھی سلجوقیوں کو مزید کمزور بنادیا۔آخر کار سلجوقیوں کی تاریخ کا خاتمہ خوارزمشاہوں سے طغرل سوم کی شکست کے ساتھ ہوا۔

سلجوقیوں کی تاریخ اور ان کا انتظامی نظام

فوجی میدان میں سلجوقیوں کا انحصار ترک اور ترکمان عناصر پر تھا۔ نظم ونسق اور سیاست کے لحاظ سے وہ غزنویوں کی طرح سامانی رسوم وروایات کے وارث تھے۔ نیز وہ اپنی حکومت میں فارسی زبان بولتے تھے۔

انہوں نے ایرانی ثقافت اور ساسانی ورثے کو بھی اپنی حکومت کے نئے علاقے میں پھیلا دیا۔تاہم، مشکلاتت مسلسل جنگوں سے سلجوقی تھک چکے تھے ۔

سلجوقی سلطنت کے غیر مرکزی حصوں کی نگرانی بادشاہ کی ذمہ داری تھی جسے سلطان کہا جاتا تھا۔انہوں نے یہ نگرانی "دیوان" نامی انتظامی طریقہ کے ذریعے انجام دی، جو ساسانی دور سے سلجوقیوں کو وراثت میں ملا تھا۔

سلجوقیوں نے لوٹ مار اور ڈاکوؤں سے حاصل ہونے والی آمدنی کا کچھ حصہ سڑکوں کی مرمت اور محفوظ بنانے، پلوں اور پلوں کی تعمیر میں استعمال کیا۔ دراصل حکمران یہ کام کرنے پر مجبور تھے۔ کیونکہ اس طرح کے انفراسٹرکچر کے بغیر وہ اپنے اہداف اور اپنے احکامات کے نفاذ کی نگرانی کرنے میں کامیاب نہیں ہو سکتے تھے۔

سلجوقیوں کی تاریخ کا جائزہ لینے سے پتہ چلتا ہے کہ دربار اور دربار کی تقریبات اس حکومت کے لازم و ملزوم حصے تھے۔ مثال کے طور پر، وہ فارسی ادب کے چاہنے والے تھے، شاعری اور شعری کاموں پر خاص زور دیتے تھے۔ نتیجتاً انہیں انصاف کے حصول کے تقاضوں اور شریعت کے اصولوں کی پابندی کرنی پڑی۔ وہ اس میدان میں غزنویوں سے زیادہ کامیاب تھے۔ بلاشبہ اس کامیابی کی بنیادی وجہ نگران ڈھانچہ اور امید الملک قنداری اور نظام الملک طوسی جیسے دانشمند وزراء کا کلیدی اثر و رسوخ تھا۔

سلجوق حکمرانی کے بنیادی چیلنجز

اسماعیلی ہمیشہ سے سلجوقی سلطانوں کے لیے ایک بہت بڑا خطرہ تھے۔ انہوں نے پہاڑوں کی چوٹیوں پر قلعے بنائے تھے تاکہ بہت دور دراز علاقوں میں رہ سکیں اور سلجوق حکومت کے جسم پر مہلک ضربیں لگائیں۔ ان کے طریقہ کار میں سلجوق کے اعلیٰ عہدے داروں کو قتل کرنے کے لیے قاتل فدائی ایجنٹ بھیجنا شامل تھا۔

اسماعیلیوں کے پیروکار، جو شیعہ مسلمانوں کا فرقہ ہیں، ایران کے مختلف علاقوں میں مختلف نام رکھتے ہیں، جیسے بطانی، باطنی، قرماتی، سبائی وغیرہ۔ انہیں سلجوقیوں کی تاریخ میں ایک خوفناک حقیقت سمجھا جاتا ہے۔

ایران کی سرحدوں سے باہر، سلجوقی حکمرانی کے لیے سب سے بڑا خطرہ مصر پر حکومت کرنے والے فاطمی بھی تھے۔ وہ شیعہ تھے جنھوں نے شمالی افریقہ میں مسلمانوں کی خلافت کا دعویٰ کیا تھا۔ فاطمی خاندان کے بانی عبید اللہ المہدی کو اس فرقے نے شیعہ مسلمانوں کا نجات دہندہ کے طور پر وعدہ مہدی کہا۔

سلجوقیوں کے کارنامے

جہاں تک سائنس اور ادب کے فروغ کا تعلق ہے، عمومی طور پر سلجوقیوں کی تاریخ ایران کی تاریخ میں ایک شاندار تاریخی دور تصور کی جاتی ہے۔ اپنے ایرانی وزراء کے زیر اثر، سلجوقیوں نے بہت سے اسکول بنائے، متعدد سائنسی اور ادبی کام تخلیق کیے، اور مختلف فنون کو ترقی اور فروغ دیا۔

اس دوران ایرانی فن تعمیر میں بہت بڑی تبدیلی آئی۔ یہ بھی ممکن ہے کہ اگلے دور (الخانی) کے فن تعمیر کو سلجوق فن تعمیر کا نتیجہ سمجھا جانے لگا۔ اسی زمانے میں صوفیانہ کلام بھی عام ہو گئی۔ فنکاروں نے موسیقی کے مختلف آلات ایجاد کیے اور خوبصورت گانے بنائے۔

عمر خیام اس تاریخی دور کے ممتاز سائنسدان اور شاعر ہیں۔ سائنس کی تاریخ میں اس دور کو الجبرا کے میدان میں خیام کی کامیابیوں کے اعزاز میں خیام کا دور کہا جاتا ہے۔

مشہور فلسفی، شہاب الدین سہر وردی اور ناصر قبادیانی، جو ناصر خسرو کے نام سے مشہور ہیں، ایرانی ادیب بھی اس دور میں رہے۔ بہت سے شائقین نے اپنی نجی لائبریری کے لیے بہت سی کتابیں جمع کیں۔ اس کے علاوہ حکمت اور فلسفہ میں بھی نمایاں کامیابیاں حاصل کیں۔

خواجہ نظام الملک طوسی ایران میں بہت سے مکاتب فکر کے بانی تھے۔ ایسے مکاتب کو نظامیہ کہا جاتا تھا جو ان کے نام سے ماخوذ ہے۔ ان اسکولوں میں سب سے مشہور بغداد ملٹری اسکول ہے۔ بعد میں بغداد کے نظامیہ نے ایسی شہرت حاصل کی کہ مغربی دنیا میں بھی اس کی پہچان تھی۔ نظام الملک طوسی خود علم وادب کے آدمی تھے۔ انکی کتاب "سیاست" ان کی تصانیف میں سے ایک ہے۔

بلاشبہ خواجہ نظام الملک طوسی ایران میں اسکولوں کے قیام کے علمبرداروں میں سے تھے۔ سلجوقیوں سے پہلے کئی مذہبی دھڑوں نے مذہبی تعلیمات کو فروغ دینے کے لیے اسکول بنائے تھے۔

سلجوقی دور میں ایران کے ہر بڑے شہر میں ایک یا ایک سے زیادہ سکول تھے۔ لوگوں نے اسکولوں کی تعمیر اور دیکھ بھال کے لیے مالی امداد میں کافی دلچسپی ظاہر کی۔ بلاشبہ، یہ اسکول، جو کہ مذہبی تھے، نے فرقہ وارانہ اختلافات کو دور کیا اور لوگوں کے درمیان مذہبی اتحاد اور ہم آہنگی کو جنم دیا۔

البتہ کچھ نامناسب رویے جو سلجوقی ثقافت میں جڑے ہوئے تھے اس دور میں بھی پھیل گئے۔ وہ فن، سائنس اور ادب سے محبت کرتے تھے، اسی وجہ سے ان کے دور حکومت سے ہی اصفہان میں شاندار مساجد جو اس کا دارالحکومت تھا، محفوظ ہیں۔ ان کے دور حکومت میں داخلی اور مذہبی امن قائم رہا۔ ملک شاہ اکثر شکار اور تفریح میں مصروف رہتا تھا اور بادشاہی کے زیادہ تر معاملات اپنے وزیر پر چھوڑ دیتا تھا۔ مگر جب اس نے اپنے وزیر خواجہ نظام الملک کو برطرف کر کے ان کی جگہ تاج الملک قمی کو منتخب کیا تو ان کی حکومت کا زوال شروع ہو گیا۔۔

خواجہ نظام الملک 485ھ میں نہاوند میں قتل ہوئے۔ بعض کہتے ہیں کہ اسے ابو طاہر عوانی نے قتل کیا جو اسماعیلی تھا، اور بعض روایات کہتی ہیں کہ اسے اس کے ایک غلام نے قتل کیا، جسے ترکان خاتون (ملک شاہ کی خوبصورت بیوی) نے مشتعل کیا تھا۔ اس کے نتیجے

میں ملک شاہ کو بھی یر قان ہو گیا اور خواجہ نظام الملک کی وفات کے 35 دن بعد جب وہ بغداد میں عباسی خلیفہ کے مہمان تھے۔

سلطان ملک شاہ کے بیٹے سلطان محمد تپار کی وفات کے بعد ایران میں سلجوقی خاندان دو حصوں میں بٹ گے۔ مشرقی حصے پر سلطان سنجر اور مغربی حصے پر محمود کی حکومت تھی۔ سلطان سنجر کی موت کے ساتھ ہی مشرقی سلجوقیوں کی حکومت کا خاتمہ ہوا۔ اسی طرح طغرل III کو خوارزم شاہ کے ساتھ جنگ میں اپنے کمانڈروں کی غداری کا بھی سامنا کرنا پڑا اور وہ مارا گیا۔ اس طرح حکومت کو متحد رکھنے والا آخری سلجوقی بادشاہ سلطان محمد سنجر ہی تھا۔

سلجوق خاندان کے زوال کی وجہ کیا تھی؟

سلجوقیوں کے زوال کی مختلف وجوہات بیان کی گئی ہیں۔

ان میں سے:

- قبائلی لڑائیاں اور خانہ جنگیاں
- علاقائی تقسیم
- فوج اور ماتحت افواج کی حوصلہ شکنی
- ٹیکس ادا کرنے میں عوام کی نااہلی اور عدم اطمینان۔۔

-

لیکن بعد میں جانشینی پر شہزادوں کے درمیان اختلافات کی وجہ سے یہ مرکزی حکومت اور اقتدار ختم ہو گیااور یہ بادشاہت کئی حصوں میں تقسیم ہو گئی جن میں شام کے سلجوقی، عراق کے سلجوق، کرمان کے سلجوق اور ایشیاکے سلجوقی شامل ہیں۔ معمولی نے کیا۔ سلجوقی جو 6ویں صدی کے وسط تک عراق اور کرمان میں تھے، شام کے سلجوقیوں نے چھٹی صدی کے آغاز تک ،اور ایشیامائنر کے سلجوقیوں نے 7ویں صدی کے آخر تک اپنے علاقوں پر حکومت کی۔

اس سلطنت کی طاقت کا عروج بادشاہ ملک شاہ کے دور میں تھا۔اس عرصے کے دوران، سلجوق سلطنت کادائرہ مشرق سے ٹرانس النہر اور مغرب سے بحیرہ روم تک جاری رہا۔ اس خاندان کے آخری بادشاہ کانام تغرل سوم تھاجو عراق کے سلجوقیوں کا بادشاہ عجم تھا۔ عظیم دولت سلجوقیہ کاآخری حکمران غیاث الدین ابو شجاع محمد تھاجس کا پایہ تخت ماروالنہر کا علاقہ تھااور خراسان اور ایران اور عراق کے علاقوں پر بھی اس کی حکمرانی تھی۔ بالآخر 522 ھجری 1128 عیسوی میں سلجوقی سلطنت شاہنات خوارزم کے ہاتھوں ختم ہو گئی۔

ماروالنہر سے سلجوقیوں کی عظیم سلطنت کے خاتمے کیساتھ ہی سلاجقہ انتشار کا شکار ہو گئے اور انکی وحدت پارہ پارہ ہو گئی انکی طاقت اس قدر کمزور ہو گئی ہے کہ سلجوقی متعدد گروہوں اور باہم متصادم لشکروں میں تبدیل ہو گئے جو تخت وتاج حاصل کرنے کے لئے باہم دست و گریباں رہتے تھے عظیم سلجوقی دولت کئی چھوٹی چھوٹی امارات اور علاقوں میں تقسیم ہو گئی اور یہ امارات اور سلطنتیں کسی ایک سلطان کے اقتدار کو قبول کرنے لئے تیار نا ہوئیں۔ جیساکہ وہ سلطان طغرل بیگ اور سلطان الپ ارسلان اور سلطان ملک شاہ اول اور انکے اسلاف کے دور میں متحد رہی تھیں۔ ہر ایک علاقہ خود مختار تھا ہر ایک کا اپنا فرمانروا تھا اور ان چھوٹی چھوٹی امارات میں کسی قسم کا تعاون نہیں تھا۔ اس افتراق وانتشار کے نتیجے میں ماروالنہر سے ایک اور طاقت ابھر کر سامنے آئی یہ خوارزمی سلطنت تھی جو ایک عرصہ تک منگولی حملوں کا ڈٹ کر مقابلہ کرتی رہی۔ خوارزمی سلطنت کیساتھ سلجوقی امارات عراق اور شام کے شمال میں قائم ہوئیں جو اب تک امارات کے نام سے پہچانی جاتی تھیں۔ اسی عرصہ میں سلاجقہ روم کی سلطنت سامنے آئی یہ وہ سلطنت ہے جس نے صلیبی حملوں کو روکا اور ایشیا کوچک کا شمال مغربی کو دشمن کے حملوں سے محفوظ رکھا۔ لیکن یہ سلطنت منگولوں کے تابڑتوڑ حملوں کا مقابلہ نا کر سکی اور بالآخر ان غارت گروں نے اس علاقے میں تباہی مچادی تھی۔

حوالہ جات

وکی پیڈیا

انسائیکلوپیڈیا

نیوز آرٹیکلز

پرانے میگزین ورسالے